رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۶

THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

قیمت
جو ہر حالت میں پیشگی
لی جائے گی

والیان ریاست اور امراء سے ۵ معاونین الحکم سے ۵

عوام سے ۶ سرپرستان الحکم سے ۵

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷-۱۴-۲۱-۲۸-۰ کو شائع ہوتا ہے

چہ گویم باتو گر آئی چہار قادیاں بینی × دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی × ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

جلد ۲۵ | مؤرخہ ۷ فروری سنہ ۲۳ء یوم سہ شنبہ | نمبر ۶

سلک گوہر

میرے مکرم و مخدوم خان صاحب محمد ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رامپوری ناظر امور عامہ ایک شیریں بیان اور ممتاز شاعر ہیں آپ کا کلام ایک زمانہ تک ادبی رسالوں کا مایۂ ناز رہا ہے لیکن احمدیت نے آپ کے کلام میں وہ رنگ پیدا کر دیا جو حقیقی شاعروں کے کلام میں ہوتا ہے یعنی تخیل نہیں بلکہ وہ حقیقت ذوق اور جوش صادق سے تبدیل ہو گیا اب آپ شعر نہیں کہتے جب تک طبیعت میں خاص ذوق اور درد اور تڑپ پیدا نہ ہو۔ الحکم کے ساتھ انہیں دیرینہ محبت ہے

اور الحکم بھی انہیں پرانے مجنونوں (میرے سید و مولیٰ کے عاشقان صادق) کے کلام سے خود لطف اٹھانے اور دوسروں کو گرمانے کا عادی ہے اسکو انکی ہی ادائیں پسند آتی ہیں۔ اس دربار قدیم کی زینتوں میں سے اکمل و ثاقب و گوہر و مختار و صادق و قاسم و انور و موج وغیرہم باقی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں تا دیر زندہ رکھے آمین! پس الحکم خصوصیت سے ان کے ہی کلام سے لذت آشنا رہیگا۔ اس سے میرا قصد سلسلہ کے نئے شاعروں کے کلام کے درجہ کو کم نہیں کرنا ہاں وہ السابقون الاولون کے موافق ان کو صف اولیٰ میں جگہ دیتا ہے۔ غرض گوہر نے در معانی کی ایک سلک الحکم کو بھیجی ہے جو نذر ناظرین ہو۔ لطف اٹھائیں اور گوہر کے لیئے دعا کریں۔ ایڈیٹر

مسلمانوں سے خطاب

(۱)

آنکھ کھولو اے مسلمانو ذرا ہشیار ہو
دوستو یہ وقت سونے کا نہیں بیدار ہو
آرہی ہیں غافلوں کے سر پہ کیا کیا آفتیں
بادۂ غفلت میں پھر تم کس لیئے سرشار ہو
آسماں سے جنگ کر کے کیا زمیں گی گت ہوئی
آسماں والوں سے تم کیوں برسر پیکار ہو
تم نشانہائے سماوی دیکھ کر ڈرتے نہیں
کیا یہی اسلام ہے؟ تم جس کے دعویدار ہو
کیا یہی تقویٰ ہے؟ دنیا ہو مقدم دین پر
ہاتھ میں تسبیح ہو اور دوش پر زنار ہو
ہوں نمازیں بھی تو سوز و صدق سے محروم ہوں
اور روزہ ہو تو گویا حیلۂ پیکار ہو
ہو زکوٰۃ و صدقہ و خیرات کا یہ رنگ ڈھنگ
یا نہ دی جائے کبھی دیجائے تو بیگار ہو
حج بیت اللہ کی امید ایسوں سے کہاں
مسجدوں میں جنکو آنا بھی بہت دشوار ہو
تم امر اور نواہی سے ہو اکثر بے خبر
جنکو ہے کچھ علم حیف انکو عمل سے عار ہو
ترک احکام شریعت نے تمھیں مردہ کیا
عاقبت کا ذکر کیا دنیا ہی میں تم خوار ہو
ہو گئے مبہوت تم یورپ کی ثروت دیکھکر
اسکی دولت دیکھ کر اسکی وجاہت دیکھکر (۲)
دیں کھویا تم نے دنیا کی محبت کی پسند
عزت اسلام کھو کر اپنی عزت کی پسند
تم نہ سمجھے دولت کونین کا راز نہاں
تم نے نادانی سے اس دنیا کی دولت کی پسند
تم خدا کے دین کی ترویج سے غافل ہوئے
اپنی شہرت اپنی عزت کی اشاعت کی پسند
حیف قرآں کی اطاعت سے ہوئے تم مجتنب
نفس امارہ کی نا دانو اطاعت کی پسند
چھوڑ دی افسوس اسلامی شریعت چھوڑ دی
فتنہ انگیز اہل یورپ کی سیاست کی پسند
کیا کیا یہ تم نے مامور خدا کو چھوڑ کر
اک مصور اور مطرب کی خلافت کی پسند
عزت باطل کی خاطر عزت حق چھوڑ دی
حق یہ ہے اپنے لیئے خود تم نے ذلت کی پسند
دیکھلو کیا ہو رہا ہے دیکھ لو گے کیا ہوا
تم کو چکھنا ہے بہت کچھ اپنی ذلت کا مزا

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی عرفانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر شائع کیا

احمدی خواتین کی مرکزی انجمن قائم ہوگئی ہے

اب احمدی خواتین کی انجمنوں کا قیام لازمی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی یہ دلی خواہش ہے

دنیا کی نسلی ترقی میں جسطرح عورت کا وجود لازمی ہے اسی طرح دنیا کی عملی اصلاح میں عورت کی مدد کی بھی ضرورت ہے۔ جن قوموں نے اس اصل کو سمجھ لیا ہے اُن میں زندگی کی ایک نئی اور تازہ روح پیدا ہو گئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس ضرورت کا احساس اپنی خلافت کے دن ہی سے کیا تھا بلکہ اس سے بھی پہلے وہ یہ احساس رکھتے تھے الفضل جب جاری کیا گیا تھا تو اس میں مستقل طور پر عورتوں کی ہدایت و اصلاح کے لیئے مضامین لکھے جاتے تھے۔ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے مختلف پیرایوں میں اس اہم ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ اور عورتوں میں درس قرآن کے ذریعہ اور سالانہ جلسوں پر الگ تقریروں کے ذریعہ یہ روح پیدا کرنے میں کمی نہیں کی۔

آپ کی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ احمدی خواتین کی ایک مستقل انجمن ہو اور احمدی خواتین میں اصلاح و نشر ہدایت کا کام ایک باقاعدہ نظام کی صورت اختیار کرے۔

مجھکو بے خوف تردید اور بلا خوف لومۃ لائم یہ کہدینا چاہیئے کہ ہمنے اس ضرورت کا احساس جیسا چاہیئے نہیں کیا

ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت کی کوئی خواہش اور مقصد معلوم ہو اور ہم اس کے لیئے ہمہ تن متوجہ ہو جائیں اُسے عملی صورت دیدیں مگر ہم منتظر رہتے ہیں ضابطہ کوئی تحریری ارشاد نافذ ہو اور ہم قدم اُٹھائیں۔ ضابطہ اور آئین کے لحاظ سے یہ ضروری ہو لیکن جو کل دنیا میں

پیام ہدایت کے نشر و اشاعت کے ذمہ وار ہیں اگر اس قسم کی جزوی باتوں میں پھنسے رہیں گے تو منزل مقصود قریب ہونے کے بجائے دور ہوتا جاوے گا۔

اشتہارنوں کے صیغوں کا یہ فرض ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات و اغراض کو جو عام تقریروں کے ضمن میں دوسرے ذرائع سے بیان کی جاتی ہیں عملی صورت کے لیئے ہر وقت آمادہ رہیں۔

خلیفۃ المسیح نے مستورات کی انجمن کیلئے مختلف پہلوؤں پر اظہار فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ولایتی تبلیغ کا کام عورتوں کے چندہ پر موقوف رکھنے کا ارادہ ظاہر فرمایا اگر

آپ کی غرض و غایت یہی تھی کہ باقاعدہ احمدیہ خواتین کی انجمن بن جاوے اس موقعہ پر کچھ تحریک ہوئی بھی لیکن اس نے کوئی عملی صورت اختیار نہ کی۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح نے گزشتہ دسمبر میں اس ضرورت کا احساس کرکے یہ کام

خود اپنے ہاتھ میں لیا

اور ایک مرکزی انجمن کی بنیاد ڈالدی اور حضرت ام المؤمنین کی سرپرستی میں اس انجمن کو قائم کرکے مستورات کا ایک انتظامی بورڈ مقرر کردیا جسکی کارکن ۱۴ چودہ خواتین ہیں۔

چنانچہ گزشتہ سالانہ جلسہ پر مستورات کا جلسہ اس مجلس کے انتظام میں ہوا۔ اور خدا کے فضل و کرم سے نہایت کامیابی سے ہوا۔ اب جبکہ احمدی خواتین کی مرکزی انجمن قائم ہوگئی تو جو تحریک مستورات میں پھیلانی مقصود ہو اس انجمن کے ذریعہ پھیلائی جاسکے گی۔

یہ انجمن جو قادیان میں قائم ہوئی ہے اسکی سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دوسری بیوی عزیزہ مکرمہ امۃ الحیٔ مقرر ہوئی ہیں۔

جنکو خدا تعالیٰ نے یہ شرف دیا ہے کہ وہ خلیفۃ المسیح اول کی بیٹی اور خلیفۃ المسیح ثانی کی بیوی ہیں اور اس انجمن کی سرپرست وہ خاتون ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے آج ام المؤمنین بنا دیا ہے اس انجمن کا نام ہے

لجنۃ اماء اللہ

سکرٹری کی مہربانی سے مجھکو اس انجمن کے قیام کی تحریک کے متعلق مفصل روئداد ملگئی ہے اور یہ تمام روئداد جس میں حضرت خلیفۃ المسیح کی ابتدائی محرک تحریر اور اس کے بعد اسکی تصریح میں دو تقریروں کے خلاصے ہیں۔

میرا خیال تھا کہ میں ان تحریروں کو الحکم میں ہی شائع کروں لیکن چونکہ

رسالہ احمدی خاتون

جو میری بوار الامان سے غیر حاضری کی وجہ سے معرض التوا میں پڑا ہوا تھا جاری ہو رہا ہے اسلیئے وہ ساری روئداد رسالہ احمدی خاتون میں جو اس مہینہ کے آخر تک انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہو جائے گا چھپ جائیگی۔ یہ رسالہ انشاء اللہ العزیز خدا کے فضل اور رحم سے مستورات کی اس مرکزی انجمن اور اسکی شاخوں کے رسالہ کی حیثیت سے کام کریگا اور ہر قسم کی ضروری معلومات اسمیں درج ہوتے رہا کرینگے۔

بہرحال اسوقت ضرورت ہے کہ

احمدی خواتین اپنے فرض کو شناخت کریں

اور سکرٹری صاحبان اپنے اپنے علاقہ میں احمدی خواتین کی انجمنوں کو قائم کرکے مرکزی انجمن کی سکرٹری

مکرمہ امۃ الحیٔ صاحبہ (اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی)

سکرٹری لجنۃ اماء اللہ قادیان

کو اطلاع دیں اور ہر قسم کی معلومات برابر ارسال کرتی رہیں دفتر رسالہ احمدی خاتون و الحکم بھی ہر وقت خدمت کیلئے

آمادہ رہے گا جہاں پہلے سے انجمنیں قائم ہوں وہ جلد سے جلد اپنے تعلقات مرکز سے قائم کرلیں۔

مستورات کی انجمنوں کے قیام سے انشاء اللہ العزیز بڑے بڑے برکات حاصل ہونگے۔ اور احمدی خواتین جس جس قدر مرکزی انجمن سے اپنے تعلقات بڑھائینگی اسی قدر وہ اپنے اور اپنے بچوں اور خاوندوں کے لیئے برکات و فیوض حاصل کرسکیں گی۔

اسی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی زبان مبارک سے کچھ

یکم فروری ۱۹۲۳ء کی صبح کو مندرجہ بالا مضمون لکھ کر کاتب کے حوالہ کرچکا تھا۔ بعد عصر حسب معمول حضرت خلیفۃ المسیح مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے خاکسار ایڈیٹر الحکم ہی کو خطاب کرکے جو کچھ فرمایا اُسکا خلاصہ میرے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ

آج لجنہ کا ایک تمدنی جلسہ میں نے کردیا ہے۔ اس میں بیوہ عورتوں کو دعوۃ دی گئی ہے اور لجنہ کے ممبروں ہی نے سب کام اپنے ہاتھ سے کیا ہے۔ کسی نے کھانا پکایا اور کسی نے ہاتھ دھلائے پھر سب نے باہم ملکر کھانا کھایا۔ میری غرض اس سے یہ ہے کہ انمیں باہم محبت اور ارتباط پیدا ہو اور اسطرح پر اخلاق میں ترقی ہو۔

اس قسم کے تمدنی جلسوں سے مفاخرت کا خیال جاتا رہتا ہے اور مساوات اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ ایسا ہی اب میرا ارادہ ہے کہ ایک جلسہ لجنہ کی ممبروں سے یتامیٰ کی دعوت کا کرائیں یہ گویا ایک قسم کی پارٹی ہوگی جس میں یتیم بچوں کو وہ کھانا کھلائیں گی اور پھر انکو بہلائینگی۔

یتامیٰ کے اندر جو جذبات محبت اور پیار کے ہوتے ہیں وہ دب جاتے ہیں کیونکہ والدین کا سایہ سر پر نہیں ہوتا وہ کس سے محبت کا اظہار کریں اسلیئے اس طریق پر جب یہ بی بیاں ان بچوں کو اپنے پاس بٹھاکر ان سے محبت اور پیار کا برتاؤ کرینگی اور انکو بہلائینگی تو وہ دبے ہوئے جذبات پھر زندہ ہو جائینگے اور اس سے ان کی اخلاقی قوتوں پر بھی ایک اثر پڑیگا ان کی تعلیم و تربیت اسطریق پر ہوگی۔

پھر فرمایا کہ لجنہ کے متعلق میں نے سردست یہ پسند کیا ہے کہ ایک محدود تعداد اسمیں شریک ہو اور یہ گویا ایک کلب کی بھی ہو جائے گی کہ وہ بھی اسمیں شامل ہوں کیونکہ وہ دیکھیں گی کہ ان مفاد سے جو انکو پہنچ رہے محروم رہی جاتی ہیں اور اس سے قواعد کی پابندی اور عملی کام کی مشق ہو جائیگی ممبروں کو اپنی انجمن میں داخل کرنیکی ممبری تجویز کیا کریں گی۔ مگر وہ اپنی گنجایش کے موافق ممبر مہیا کریں گی۔

ان میں لیکچروں کا سلسلہ بھی ہوگا۔ اور میں نے خود انکی انجمن سے پوچھا ہے کہ کس کس مضمون پر وہ لیکچر چاہتی ہیں پھر ان مضامین کو دیکھ کر میں تجویز کرونگا کہ کون آدمی کس لیکچر کو تیار کرے۔ سردست ایک لیکچر میں دونگا جسمیں صرف دنیا کے علوم سے انکو واقف کرونگا۔ اسمیں بھی

بتلایا جائیگا ایک کیا علم و دیانت ہیں اور ہر ایک علم کی کیا تعریف ہے
میں نے جو یہ لجنہ سے دریافت کیا ہے کہ وہ کن کن مضامین
پر لکچر سننا چاہتی ہیں اسکا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جب وہ خود
لکچر دینگی تو نہایت دلچسپی سے اسکو سنیں گی اور یاد بھی
رکھیں گی۔

پھر اسی سلسلہ میں فرمایا۔

کہ دوسرے شہروں میں بھی اسکی شاخیں ہونگی مگر دراصل یہ
ایک متحد انجمن ہوگی ایک جگہ کی ممبر دوسری جگہ اگر جائیگی
جہاں لجنہ ہوگی تو وہاں کی بھی ہو گی اور وہاں کی ممبر مستورات
اپنی اس بہن کے لیئے ایک جلسہ کریں گی تاکہ باہم تعارف
بھی ہو جاوے اور ایک دوسرے سے ملنے کے جو دوسرے
فوائد مرتب ہیں وہ بھی حاصل ہوں۔

غرض دیر تک لجنہ کے قیام اور کام کے متعلق تقریر
فرماتے رہے۔ حقیقت میں لجنہ اماء اللہ کا وجود
اُن عظیم الشان کاموں میں سے ایک ہے جو اس مبارک
وجود کے ذریعہ
سلسلہ کی عظمت اور شوکت اور اصلاح و فلاح کے لیئے
ہوئے ہیں۔

من حیث الجماعت جن بعض کمزوریوں کی اصلاح تمدنی
نقطہ خیال سے ہونی چاہیئے اسکے لیئے یہی طریق ہے کہ ہمارے
گھروں کی اصلاح ہو جاوے اگر ہماری مستورات کے اندر
احمدیت کا جذبہ زوردار ہو۔ تو اسکا اثر ہماری اولادوں
اور آئندہ نسلوں پر خدا کے فضل سے نہایت مضبوط
اور مستحکم ہوگا۔

ایثار و قربانی کے جذبات جو عورتیں اپنے بچوں میں پیدا کر سکتی
ہیں مرد نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بعض رسومات کی اصلاح میں
عورتوں کا بہت بڑا دخل اور حصہ ہوتا ہے۔ عورتیں اگر
انکی خرابی اور بد نتائج سے واقف ہو جائیں اور وہ خود اس
کام کو اپنے ہاتھ میں لیں تو بڑی آسانی کے ساتھ وہ دور
ہو جائیں گی۔

اقتصادی پہلو سے عورتیں اگر کفایت شعاری کے اصول
کو سمجھ لیں کہ سلسلہ کی ضروریات مقدم ہیں تو وہ اپنے کھانے
پینے اور پہننے کی ضروریات کو جو ضروریات زندگی سے گزر کر
اسراف یا کم از کم تعیش کا رنگ رکھتی ہیں فوراً چھوڑ دینگی
غرض سلسلہ کی عملی اصلاح کی تاریخ میں یہ

ایک نئی بات کا اضافہ ہوا ہے

اور خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے امید ہے کہ بہت بابرکت
ہوگا۔

پس احمدی جماعتوں کا فرض ہے کہ انہیں اصولوں پر جن
پر حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ مستورات کی
انجمنیں چلائی جائیں اپنے یہاں ایسی انجمنیں قائم کریں
اور ان کو ایک ضبط اور انتظام کے نیچے لائیں
اس کا بہتر طریق یہی ہے کہ

وہ مرکزی انجمن سے وابستہ ہوں

مسلمانوں کی بیحسی کی ایک مثال

ہماری ذمہ واریاں بڑھ رہی ہیں

سیاسی جدوجہد کی گرم جوشی نے عوام تو درکنار خود علماء
اسلام کی حالت کو اور بھی واجب الرحم بنا دیا ہے ہندو مسلم
اتحاد کے نام سے مسلمانوں نے مذہبی غیرت اور حمیت کو بھی
قربان کر دینے میں مضائقہ نہیں کیا ہے۔

چونکہ یہ اتحاد اور مصنوعی محبت مذہب کو قربان کر کے
حاصل کی جا رہی تھی اسلیئے خدائے غیور نے اسکی حقیقت کو عیاں
از بام کر دیا ہے۔ ہندو قوم نے اپنی سیاسی اغراض کو مدنظر رکھکر
پہلے تو مسلمانوں کے جذبہ ملی کو کم کیا اور پھر اپنا مجوزہ
پروگرام شروع کر دیا بلکہ اسکی بنیاد گیا کانگریس ہی کی تقریب
پر رکھی اور وہاں ایک مسلمان کو شدھ کر کے نہایت
دھوم دھام سے اسکی تشہیر کی جمعیۃ العلماء کو اراکین
باہمہ جبہ و دستار گیا میں موجود تھے۔ اور کسیکی رگ حمیت میں
جوش نہ آیا اور نہ اس نو آریہ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ
کرنے کی ضرورت سمجھی گئی یہاں تک کہ کسی اخبار نے اس ارتداد
پر اظہار افسوس تک نہ کیا۔

جب تجربہ راس آگیا تو اب ساڑھے چار لاکھ نو مسلموں کو مرتد
کرنے کا اعلان مہاکشتری سبھا کی طرف سے بصورت ریزولیشن
ہوا۔ اسپر مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور مختلف جہات سے
آوازیں اُٹھیں کہ اسکا فکر کرنا چاہیئے۔ اور روپیہ اور آدمیوں
کے لیئے اپیلیں شروع ہوئیں۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ جوش کتنے
دن کام کرے گا اور کیا نتیجہ ہوگا۔ اسلیئے کہ یہ ایک آنی جوش
ہے جو واقعات حاضرہ نے پیدا کیا۔ حقیقی جوش نہیں ورنہ
کیا یہ تعجب انگیز امر نہیں کہ عیسائیوں کی طرف سے آئے دن جو
تدابیر اشاعت مذہب کے سلسلہ میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے
کی ہو رہی ہیں اسکی طرف کبھی توجہ ہی نہیں ہوتی۔

ابھی ابھی ایک ٹرامشن جسکا نام مشن آف ہیلپ ہے
ہندوستان کو عیسائی بنانے کے لیئے تجویز ہوا جسمیں تو ملک
معظم کے پادری شامل ہیں۔

اور کچھ مکتی فوج کے جنرل بوتھ ہندوستان میں ایک
دورہ کر رہے ہیں ملک معظم نے جس کے مشن کے لیئے اظہار
خوشنودی فرمایا اور جہاں وہ جاتے ہیں سرکاری عہدہ دار
انکے جلسوں کو کامیاب بنانے کے لیئے شریک ہوتے ہیں۔

کیا کبھی جمعیت العلماء یا دوسری انجمنوں نے احساس بھی کیا
کہ ہندوستان میں اسلام کی حالت کیا ہو رہی ہے؟ ہم اگر کام
کریں اور عیسائیت کا مقابلہ کریں اور غیر مسلموں کو مسلمان
بنائیں تو ہم کشتنی و گردن زدنی؟

خود مسلمان اس کی راہ میں روڑا اٹکانے کو طیار۔ اسسے بے غیرتی
اور بیحیائی کی کوئی حد ہے کہ ابھی تھوڑے دنوں کا واقعہ ہے کہ

ہلدا ایک مبلغ ایک گاؤں میں اچھوت قوموں
میں تبلیغ کے لیئے گیا یہ لوگ عیسائی ہو چکے ہیں چاہتے تھے کہ
دائرہ اسلام میں داخل کیے جاویں تو ایک مولوی کے پیچھے
جاکر ان اچھوتوں کی مدد کی اور ان کو اعتراض سمجھائے انمیں سے
ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ مولوی سے پوچھو کہ تم حضرت عیسیٰ کو مانتے
ہو یا نہیں وہ کہے گا کہ مانتا ہوں تو جھٹ کہدو کہ پھر ہم بھی مانتے
ہیں۔

ہمارے مبلغ نے تو خدا کے فضل سے دندان شکن جواب اسکی ہی کہکر
موافق دیا مگر اس نا خلف فرزند اسلام کو کیا کہا جائے جسنے
محض اسوجہ سے مخالفت کی کہ

ایک احمدی کیوں تبلیغ کر رہا ہے

جمعیۃ العلماء کو وقتی فتاووں سے فرصت نہیں مسلمانوں
کے روپیہ اور وقت کو ضائع کرنے میں اسے ذرا بھی خدا کا خوف
نہیں۔ اسلام پر تو اسوقت سخت یورش ہو رہی ہے اور اسوقت
کی سیاسی پولیسی بتاتی ہے کہ

ایک مذہب ہو جانا ضروری ہے

ہی لیئے ہندوؤں نے تمام ان لوگوں کو جو اچھوت کہلاتے ہیں ہندو
بنا لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ بالمقابل عیسائیوں نے کروڑوں روپیہ
کے صرف سے اس طبقہ کو عیسائی بنانے کا بہت بڑا اہتمام کیا ہے
اور ان لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ آئندہ کامیابی کا راز تلوار اور
بندوق یا دوسری قسم کے ہتھیار وں میں مخفی نہیں بلکہ

اشاعت مذہب کے اندر موجود ہے

مگر مسلمان ہیں کہ وہ ابھی تک یہی سمجھتے ہیں کہ نہیں یہ گاندھی کی پیاری
امہ یعت میں موجود ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس سے بڑھکر نازک حالت کیا ہوگی۔ ہمکو اسبات کا افسوس ضرور ہے
کہ مسلمان ہماری راہ میں روڑا اٹکاتے ہیں مگر ہم جانتے ہیں کہ یہ خود
اسلام سے ناواقف ہو رہے ہیں اور حقیقی روح انمیں سے نکل چکی ہے
ورنہ کیا بات ہے کہ ہم جب اسلام کی اشاعت کے لیئے نکلتے ہیں تو مسلمان
کہلانے والوں کے گھر نہیں رہنے دیتے خود انکی اولاد اسطرح پر جنہیں
زنی کرتے ہیں۔ وہ ہماری نہیں اسلام سے دشمنی کرتے ہیں۔ ہم تو
ایسی باتوں کی پروا نہیں کرینگے اسلیئے کہ ہم

مسلماں را مسلماں باز کردند

کے لیئے مامور ہیں اور ہماری کوششیں ان مخالفتوں سے کم نہیں ہو سکتی
ہیں اسلیئے کہ ہم جانتے ہیں مخالفت ہوگی اور سخت ہوگی
مگر یہ مخالفت ہماری ہمت اور ارادہ کو پست کر دینے کے بجائے اور عزیمہ کرنے
اور ہمارے قدم سست نہیں بلکہ تیز ہونگے۔ کیونکہ

دلبر کی رہ میں یہ دل خوفتا نہیں کسی سے
ہوشیار ساری دنیا ایک باولا ہے

ہمنے ایک اولوالعزم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے جو پیچھے ہٹنا جانتا ہی
نہیں اور جو

خلافت حقہ راشدہ کا حقیقی وارث ہے

بہرحال مسلمانوں کی یہ بیحسی جہاں خون کے آنسو رلاتی ہے وہاں ہماری
جماعت کو اپنی فرض شناسی کے لیئے ایک محرک چیز ہے۔ ہمارا کام بڑھ رہا ہے
اسلیئے کہ ہم کو اسلام کو غیروں کے حملوں سے محفوظ ہی نہیں کرنا بلکہ خود مسلمانوں کے اندر جو
اگر مسلمان کہلا کر دشمنی کے تیر چلا رہے ہیں انکی حقیقت سے آگاہ کرنا ہے
اور ہمیں بہت ازبس فرمایا ہے کہ تو لانے کر دیا ہے کہ خدا اور رسول کے فضل و رحم سے ناامید ہو کر دنیا کو خود ہی تسلیم کرنا پڑے گا

برلن مسجد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان

احمدی خواتین تین ماہ میں پچاس ہزار روپیہ جمع کر دیں

الحکم کی خوش قسمتی میں کیا شبہ ہے کہ سب سے پہلے اسنے حضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء مبارک کا اعلان کیا کہ برلن کی مسجد آپ صرف احمدی خواتین کے روپیہ سے تعمیر کرانا چاہتے ہیں اس اعلان کے بعد قادیان میں اکثر احباب نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں نے اس اعلان میں کس معتبر ذریعہ سے کام لیا ہے کیونکہ کوئی تحریر حضرت اقدس کی نہیں ملی۔ میرا جواب صاف تھا کہ میرا

میرا ذریعہ علم خود خلیفۃ المسیح ہیں

ہاں میں حضرت کے ارادوں اور منشاء کو محض تحریروں تک محدود نہیں سمجھتا بلکہ ہم سب کا فرض ہے کہ آپ کے کلام کو غور سے سنیں اور جہاں آپ کی خواہش اور منشاء کا علم ہو اس کے لیے عملی کام شروع کر دیں۔ غرض الحکم نے اس اعلان کے کرنے میں کوئی غلطی اور جلد بازی نہیں کی تھی۔

کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہی منشاء تھا چنانچہ ۱۶ فروری ۱۹۲۳ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے ہی ضرورت کا عام اعلان فرمایا اور برلن مسجد کی تعمیر کے متعلق عورتوں کی ذمہ واری پر ایک نہایت مؤثر اور ہلا دینے والا خطبہ دیا۔

(یہ خطبہ انشاء اللہ العزیز چھپ جاوے گا۔)

جس میں برلن مسجد کی تعمیر میں خالصتہً عورتوں سے چندہ لینے کا اعلان فرمایا اور یہ بھی کہا کہ

اس برلن مسجد پر پچاس ہزار روپیہ صرف ہوگا

نیز یہ بھی اعلان کیا کہ

یہ روپیہ تین ماہ میں جمع کر دینا ہوگا

اور یہ بھی اعلان فرمایا کہ

میں تعمیر مسجد برلن کے لئے روپیہ کا انتظار نہیں کرونگا

بلکہ

یہ کام فوراً شروع کر دیا جائے گا

برلن مسجد کے متعلق جب اعلان کیا تو اپنی سمجھ کے موافق تیس ہزار سمجھا تھا لیکن جرمن سے آئے ہوئے تخمینہ کے موافق کم از کم پچاس ہزار صرف ہوگا۔

احمدیہ جماعت کی خواتین کی ہمت کے آگے یہ پچاس ہزار کی رقم تین ماہ میں جمع کر دینا کوئی بات نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے برلن کی مسجد احمدی خواتین کے خلیفہ وقت کا کارنامہ اور ہمیشہ کی یادگار کے طور پر رہے گی اور یہ ایک ایسا نیکی کا کام ہوگا کہ دنیا کے آخر تک اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کی نمازوں کا اجر اس مسجد کے بنانے والیوں کو بھی ملے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مسجد اسلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہوگی اور یورپ کے ان اعتراض کرنیوالوں کو ہر وقت شرمندہ کرے گی جو کہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کو پامال کر دیا ہے کیونکہ اس مسجد پر جب وہ یہ کتبہ لکھیں گے کہ

ہندوستان کی احمدی خواتین نے اپنے جرمن نومسلم بھائیوں کی عبادت کے لئے یہ مسجد تعمیر کی ہے

تو وہ شرم سے آنکھیں نیچی کر لیں گے

غرض اس خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان کر دیا ہے کہ برلن کی مسجد کے لئے احمدی خواتین تین ماہ میں پچاس ہزار روپیہ جمع کر دیں۔

احمدی خواتین اپنے اخلاص اور صدق میں مردوں سے کم نہیں اور واقعات بتا دیں گے (انشاء اللہ) کہ وہ احمدیت کی اشاعت کے لئے اپنے اموال کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ ہیں ایک وقت تھا کہ عورتیں جہاد میں جاتی تھیں اور مجاہدین کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کا کام کرتی تھیں۔ اور اپنے بھائیوں بیٹوں اور شوہروں کو قربان کر دینا تو ان کے نزدیک ایک معمولی بات تھی۔ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وہ اپنا سب کچھ کھو دینا ہی سب کچھ پالینا یقین کرتی تھیں یقیناً وہی روح اب خدا پھر پیدا کرنا چاہتا ہے بلکہ یقیناً پیدا ہو رہی ہے۔ تین مہینے نہیں گزریں گے کہ خدا کے فضل سے یہ

پچاس ہزار روپیہ جمع ہو جائے گا

وہ لوگ جنھوں نے اس سلسلہ سے قطع تعلق کیا اور جو

معلوم کر کے سب کچھ محروم ہو گئے ہیں

کے مصداق ہو رہے ہیں غیروں کے سامنے اپنا دست سوال دراز کر رہے ہیں اور مسجد کے لئے چندہ مانگ رہے ہیں۔ مگر احمدی خواتین انشاء اللہ جہاں یورپ کے معترضین کو اپنے عمل سے جواب دینگی اور برلن کی مسجد کی عمارت ہر وقت انہیں شرمندہ کریگی۔ وہاں منکرین خلافت کو بھی احمدی خواتین کا یہ مبارک عمل ایک تازیانہ کا کام دے گا۔ کہ

جن سکوں کیلئے تم غیروں کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو

اس سے کہیں زیادہ احمدی خواتین جمع کر سکتی ہیں۔ پس احمدی عورتوں کی ذمہ واری اس خصوص میں بہت بڑی ہے اور اللہ کے فضل سے ہمیں یقین ہے کہ انہیں توفیق ملے گی اور وہ اس رقم کو تین ماہ کے اندر اندر پورا کر دیں گی

قادیان کی عورتوں کا شاندار نمونہ برلن مسجد کی تعمیر میں

ساڑھے آٹھ ہزار روپیہ اعلان کے تیسرے ہی دن بعد

حضرت خلیفۃ المسیح کے اعلان کی سیاہی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ قادیان میں ۱۸ فروری ۱۹۲۳ء کو مستورات کی مرکزی انجمن (لجنہ اماء اللہ) کی تحریک پر ایک جلسہ مستورات کا حضرت سیدہ نواب

مرزا بشیر احمد صاحب کے صحن میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس جلسہ میں برلن کی مسجد کی تعمیر کے متعلق تقریر فرمائی مستورات میں قربانی کے لئے کس قدر جوش تھا الفاظ اس کی تصویر نہیں کھینچ سکتے اور نہ کسی مصور کی طاقت ہے کہ وہ ان جذبات اور کیفیات کا کوئی مرقع پیش کر سکے۔ آن کی آن میں ساڑھے آٹھ ہزار روپیہ نقد اور وعدہ کی صورت میں جمع ہو گیا۔

قادیان کی جماعت غرباء اور مہاجرین کی جماعت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو ہمیشہ یہ عزت دی ہے کہ سلسلہ کی خدمت کیلئے اس نے اپنے اموال کو قربان کرنے میں کبھی تامل نہیں کیا اور قادیان کی مستورات نے بتا دیا ہے کہ

وہ خدا کی راہ میں کسی قربانی میں مردوں سے پیچھے نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت نے اس چندہ میں ایک تہائی کے قریب حصہ لیا ہے۔ میں ان ظالموں کو کس طرح سمجھاؤں جو خلافت حقہ اور خاندان نبوت کے خلاف زہر اگل کر محسن کشی کے سیاہ جرم کا ارتکاب کیا کرتے ہیں کیا یہ مالی قربانیاں زر پرستی کی دلیل ہیں؟ آہ!

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو محل

غرض قادیان کی مستورات نے ساڑھے آٹھ ہزار روپیہ برلن مسجد کے لئے دیدیا ہے اور ممکن ہے کہ یہ رقم اور بھی بڑھ جاوے تاہم اس وقت میں یہ اعلان کر دینے کے قابل ہوں کہ

قادیان کی مستورات نے کل چندہ کا ۱/۶ دیدیا ہے

سلسلہ کی باقی خواتین کے لئے اب بہت تھوڑا کام رہ گیا ہے مسجد کے لئے زمین تو خریدی ہی جا چکی ہے اور یہ زمین برلن کے نہایت مشہور اور موزون موقعہ پر ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ اعلان کر ہی دیا ہے کہ چندہ کے آنے کا انتظار نہیں کیا جاوے گا۔ بلکہ فوراً تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔ اسلئے حضرت کے اس منشاء کو پورا کرنے کے لئے ہمکو بھی سستی سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ جلد سے جلد روپیہ بھیجنا چاہئے قادیان کی مستورات کی مرکزی انجمن کے کارناموں کی ابتدا ہی کامیابی کے ساتھ ہوئی ہے جسکا آغاز یہ ہے اُسکا مستقبل کسقدر شاندار ہوگا اسکا اندازہ کیا جا سکتا ہے مگر یہ سب کچھ موقوف ہے اللہ تعالیٰ کے فضل پر۔

خدا تعالیٰ ہماری احمدی بہنوں کو توفیق دے کہ وہ اس مالی قربانی میں پوری اُتریں اور جلد سے جلد

برلن کی مسجد کے میناروں پر اللہ اکبر

کی صدائیں گرجنے لگیں

باہر بھی برلن مسجد کیلئے کام شروع ہو گیا

چوہدری غلام رسول صاحب وچوہدری غلام محمد صاحب چک نمبر ۹۹ شمالی سرگودہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ انھوں نے اہل چک میں برلن مسجد کی تعمیر کی تحریک شروع کر دی ہے اور

جمع کرکے **نظارت المال** کو بھیج دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کو جزائے خیر دے اور ان خواتین کے اموال میں بھی برکت دے جو اس چندہ میں شریک ہوئی ہیں۔

مجھے امید ہے کہ دوسری جگہ بھی تحریک شروع ہو گئی ہوگی۔ اگلی اشاعت میں بہت کچھ شائع کر سکوں گا۔ انشاء اللہ مگر مجھے چک نمبر ۵۶ کی احمدی خواتین سے عرض کرنا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص سے دیئے ہوئے ایک پیسہ کی بھی قیمت قدر ہے جو زیادہ دیئے ہوئے ایک کروڑ کی بھی نہیں کرانی کی وقعت۔ جو حوصلہ کو دیکھنا ضروری ہے خدا تعالیٰ نے زمیندار طبقہ پر اس وقت بہت بڑے فضل کئے ہوئے ہیں زمیندار خواتین کے لئے **ملی قربانی** کے لئے بہت آسانیاں اور سہولتیں ہیں وہ اتنا سمجھ لیں کہ یہ روپیہ انہوں نے ہی جمع کرنا ہے اور یہ **پچاس ہزار** ہے اور تین ماہ میں دینا ہے پس **چودھری صاحبان** اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔

وہ یاد رکھیں کہ برلن کی مسجد کی تعمیر اور تکمیل انشاء اللہ خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے فضلوں اور برکات کا موجب ہوگی پس مسجد کی تکمیل کے زمانہ کو جسقدر قریب کیا جائے گا اسی قدر خدا کی برکات قریب تر ہوں گی۔

ہر جگہ کے احمدی محرکین مستورات کو بھی اہمیت سے واقف کریں اس میں شک نہیں کہ مردوں سے بڑھ جانے کی تحریک لازمی ہے مردوں کے اجر میں اس سے کچھ کمی ہوگا۔ اتنے اسوقت چھوڑ نہیں دیا گیا۔ کم از کم عورتوں کو اس کی اہمیت بتانے کا ثواب ان کے حصہ میں بھی آ سکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح علالت کے بعد

ہرے اردو ورنہ عالم امان و عافیت خواہد
چو اضداد ایں سرمارا کہ میخواہد مصیبت را

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت ابھی تک کامل صحت نہیں کہی جا سکتی۔ طبیعت ذرا سنبھلی اور پہلے سے زیادہ ہمت اور حوصلہ سے کام شروع کر دیا۔ جمعہ کے دن خود خطبہ دیا اور برلن مسجد کے متعلق تحریک کے مضمون پر دیا۔ مضمون کی اہمیت اور ضرورت نمایاں ہے۔

اتوار کے دن بھی گھنٹہ تک متواتر مسجد برلن کے چندہ کی تحریک کے لئے لجنہ نے جو جلسہ کیا تھا اس میں نہ صرف تقریر کی بلکہ اخیر وقت تک وصولی چندہ کے کام میں مدد دیتی رہیں اور اس کی حفاظت۔ فہرست کی تکمیل کا پورا انتظام کچھ میں مناسب ہدایات اور عملی مدد دی۔

اتوار کو ہی ظہر کی نماز کے بعد ۲ بجے سے ۵ بجے تک لجنہ کے جلسہ میں

علوم

کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے فہم تقریر فرمائی جو محض تائید الٰہی کا

انجمن ارشاد کا ایک جلسہ

گزشتہ جمعہ کو بعد نماز جمعہ انجمن ارشاد کا جلسہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں اگرچہ ہمیشہ موجودگی میں کسی اور کی صدارت میں ایک سنجیدگی ہے جو کہ آپ کی ذات سے وابستہ ہے اسلئے ایسے جلسوں میں کوئی دوسرا صدر منتخب کیا جاتا ہے مگر انجمن کی تجویز تھی کہ آپ حاضر ہوں تو آپ کی صدارت تجویز ہو۔ جس نے اس جلسہ کو بہت بارونق بنا دیا۔ پہلی رو مڈل کے بعد جو جلسے ہوئے ان میں لجنات کی مستورات اور وجوہ پر مبنی تھی مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم محمد اسحٰق صاحب نے اپنی تقریر پیشگوئیوں کے معیار پر عزیز محمد اسحاق کے حوصلہ اور استعداد سے یہ توقع بہت بڑھ کر تھا مگر اس نے نہایت قابلیت اور بلند حوصلگی سے اسے ادا کیا۔

اس تقریر کے لئے ۲۰ منٹ دیئے گئے تھے اور تقریر نے اپنے وقت کا نہایت ہی خوبی سے استعمال کیا۔ تقریر ترتیب اور تقسیم مضمون کے لحاظ سے ہی قابل تعریف تھی بلکہ جس جرأت اور آزادی کلامی سے اس نے اظہار کیا بہت امید افزا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حوصلہ لڑکوں کو قسم کی شر سے محفوظ رکھے کہ سلسلہ اور قوم کا بہتر امید ان کے ساتھ وابستہ ہیں۔

تقریر کے بعد دوسرے حاضرین کو باسیہ اظہار رائے کا موقعہ دیا گیا مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم نے اعتراض کیا کہ میں محمد اسحٰق صاحب نے بھی اعتراض کیا عزیز محمد اسحاق نے اسی وقت جواب دیا اور حاضرین میں سے بعض نے جواب دیا۔ ان کے بعد مولوی محمد یار صاحب مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم کی تقریر مضمون پر بحث کرتے ہوئے مضمون کو قابلیت سے ادا کیا اور اعتراضوں کے جواب دیئے۔

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تنقیدی تقریر فرمائی جس میں اغلاط پر اظہار فرمایا کہ لوگ ارشاد کے جلسوں کو ایسی ہی تنقید کریں ہر دو مقررین کی تقریروں اور مضمون کے متعلق اصلاح کی کمیوں کی طرف رہنمائی فرمائی بہت ممکن ہے کہ تقریر بدیر شائع ہو جائے آپ کی تقریر کے بعد جلسہ ختم ہو گیا اور انگریزی تقریر نہ ہو سکی کہ وقت بہت زیادہ ہو گیا تھا۔

انجمن ارشاد کے سکرٹری میرے محترم محمد رحیم صاحب ولی اللہ شاہ صاحب ہیں جو اسی انجمن کو کامیاب بنانے کی بہت کوشش کر رہے ہیں ضرورت ہے کہ ہر جگہ انجمن ہر ارشاد کی انجمنیں نوجوانوں کو بہترین مقرر اللہ مبلغ بنانے کے لئے قائم ہو جاویں۔

خاص قادیان دارالامان

کا بجٹ سال رواں ۱/۴ لاکھ روپیہ ہے جسے
قادیان کے **السابقون الاولون**
اور مہاجرین نے پورا کرنا ہے
بفضل خدا تعالیٰ

عبدالغنی ناظر بیت المال۔

خلافت کی تجدید کا آغاز

مجدد خلافت کا مجسمہ قائم کرو اور عورتوں کے پردہ کی ضرورت نہیں

جمعیۃ العلماء اور دیوبندیوں کو مبارک

خدا تعالیٰ کے مامورو ں پر ہنسی کی پاداش

دیوبند کے نامور فرزند مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے جمعیۃ العلماء کے اجلاس گیا میں جو خطبہ صدارت دیا ہے اس میں اپنی بارگاہ معلی سے جناب مصطفیٰ کمال پاشا کو مجدد خلافت کا خطاب دیا

اور حدیث مجددی کی صحت کا اقرار کرتے ہوئے صدی کے سر پر مجدد کی ضرورت کو اسطرح حل کیا کہ گویا اس صدی کے مجدد جناب مصطفیٰ کمال پاشا ہیں اسی لئے ان کو مجدد خلافت کا خطاب دیدیا۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کے اس خطبہ صدارت سے جہاں یہ ثابت ہو گیا کہ مجدد کی حدیث ایک صحیح حدیث ہے وہاں ان کے اضطرار نے یہ بھی ظاہر کیا کہ

اس صدی کا کوئی مجدد ضرور ہونا چاہیئے

میں اس خطبہ صدارت پر ایک جداگانہ تنقید کا اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ارادہ رکھتا ہوں اسوقت صرف جمعیۃ العلماء اور دیوبندیوں کو مبارکباد دینا ہے اور دیکھنا ہے کہ وہ اس قضیہ کو کیونکر حل کرتے ہیں اور ان کے دارالافتاء سے کیا فتویٰ شائع ہوتا ہے کیونکہ مصالح وقتی کے ماتحت وہ ہر قسم کے فتوے دے سکتے ہیں۔

اس ہفتہ کی تازہ ترین خبروں میں سے یہ ہے کہ

مجدد خلافت کا بت کھڑا کیا جاویگا

مصطفیٰ کمال پاشا کی بت سازی کی تحریک شروع ہو گئی ہے اور اسکے لئے چندہ بھی کھل گیا ہے اور بڑے جوش سے یہ تحریک جاری ہے۔

خود مجدد خلافت سے بھی اسکے جواز کا فتویٰ دیدیا ہے۔ اور اب تو کوئی کسر باقی ہی نہیں رہی۔ لیکن کیا جمعیۃ العلماء کے ارکان خصوصی اور مفتی کفایت اللہ صاحب اور جناب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب خطیب مجدد خلافت کے مطلع فرمائیں گے کہ مصطفیٰ کمال پاشا کا یہ فعل کس حد تک درست اور جائز ہے؟

دیوبندیوں کو خصوصیت سے مبارکباد دینے کا تو ہمکو اسلئے حق ہے کہ انکی طرف سے ہی خلافت کو منسوخ کیا گیا اور جسکو

صدی کے سر پر مجدد کی ضرورت

کا فتویٰ دیکر مجدد خلافت بنایا گیا اور جسکی تائید میں حدیث مجددی کو پیش کیا گیا اور جسکی صحت کا اقرار کیا گیا اور جسکی بناء پر مجدد خلافت کا مجسمہ قائم کرنے کی اجازت دیدی اور اب آئندہ فتوے شریعت کے لئے دیوبند نہیں بلکہ انگورہ کی طرف دیکھنا پڑا ہوگا۔ کیونکہ ایک مجدد کی موجودگی میں فتاوے کی دوسری منڈیاں بالکل سرد ہو جانی ضروری ہیں۔

جمعیۃ العلماء اور دیوبندیوں کے لئے اب دو ہی راستے کھلے ہیں یا تو وہ اپنے منتخب مجدد کے فتوے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور دیوبند اور دہلی کی جامع مسجد میں مجدد خلافت کا بت انگورہ فنڈ کی ۱۵ لاکھ کی رقم سے جو مرکزی خلافت کمیٹی کے خزانہ میں جمع ہے کھڑا کر دیں اور یا جناب مجدد خلافت کے اس فعل کے خلاف آواز بلند کریں اور اسپر جو فتویٰ چاہیں تجویز کریں

کیا عجیب بات ہے کہ خلیفۃ المسلمین جو منتخب کیا گیا تھا اسکے کمالات میں بتایا گیا ہے کہ وہ مصور اعلیٰ درجہ کے ہیں اور موسیقی کے ماہر ہیں۔ اور مجدد جو تجویز کیا گیا ہے اسکا فتویٰ ہے کہ

اس کا مجسمہ کھڑا کر دیا جاوے

اگرچہ ہماری سمجھ سے تو یہ امر بھی بالاتر ہے کہ خلیفۃ المومنین کے ہوتے ہوئے دوسرے کو فتویٰ کا کیا حق حاصل ہے اور یہ بھی سمجھ سے باہر ہے کہ مجدد اور خلیفہ جدا جدا کیونکر ہو سکتے ہیں؟ مگر یہ گتھیاں تو ہمارے جمعیۃ العلماء کے معزز ارکان ہی سلجھائیں گے اسوقت جو امر دریافت طلب ہے وہ تو یہی ہے کہ

کیا مجدد خلافت کا فتویٰ درست ہے؟

اسی پر بس نہیں بلکہ مجدد خلافت نے یہ بھی فتویٰ دیدیا ہے کہ

عورتوں کو پردہ کی ضرورت نہیں

یہ مجدد خلافت کا دوسرا کارنامہ ہے کہ اب قرآن مجید سے پردہ کے احکام اٹھ جائیں گے۔ کیا یہ یورپ کی شاگردی ہوگی یا قرآن مجید کا اتباع؟

ہمارے ہندوستانی سیاسی علماء تو عورتوں کی تقریر سننے سے بھی روک رہے ہیں۔

(شاید یہ فتویٰ بی اماں اور بیگم صاحبہ محمد علی کے سوز افروں عزت نے دلایا ہو)

مگر مجدد خلافت عورتوں کو پردہ کی قید سے آزاد کر رہے ہیں دیکھنا چاہیئے کہ مجدد خلافت کے ان کارناموں پر کیا کارروائی ہوتی ہے؟ میں اس موقعہ پر ایک امر کے ظاہر کرنے سے رک نہیں سکتا کہ ایک زمانہ میں یورپ میں مسیحی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فوٹو دیا گیا اسپر ایک طوفان بے تمیزی برپا ہوا اور ہندوستان کے تمام حصوں میں شور مچایا گیا کہ دیکھو تصویر جائز کر دی۔ حدیث پورا ہوا۔ مگر خدا کی غیرت کا تماشا ملاحظہ ہو۔ کہ یہی غلامی مولوی اور وقتی ضرورتوں پر فتویٰ دینے والے مفتی آج جسکو مجدد خلافت بنا رہے ہیں وہ اپنا مجسمہ بنوا رہا ہے اور تصاویر شائع کرنے کے لئے اسپر کا فوٹو لیتے ہیں۔ جمعیۃ العلماء خلیفۃ المسلمین کے سیاسی اقتدارات کے ملنے کو جائز و جدید کہنا جائز بتایا مگر مجدد خلافت نے انکی آواز کو کوئی وقعت نہیں دی اب گو وہ اسکے خلاف بھی آواز اٹھائیں (جسکی بہت کم امید ہے) تو تعجب نہیں کہ انکا بھی یہی حشر ہو۔ اے یہ لوگ حق اور صداقت کو چھوڑ کر کس طرح ٹھوکریں کھا رہے ہیں

اللھم فیسر لنا امرنا واحلل عقدۃ من لساننا

ناظر بیت المال کا ضروری اعلان

(۱) ہر ذیلی جماعت کا بجٹ سال رواں معہ تقاضیات کے اس ہفتہ تک تفصیل کے ساتھ معہ اس حلقہ کے بجٹ کے جس میں وہ جماعت شامل ہے ارسال کیا گیا ہے۔ یہ بجٹ میں نے ہر ایک جماعت کی موجودہ حالت اور گزشتہ سالوں کے چندوں کو مدنظر رکھ کر بنایا ہے۔ اس لئے ہمیں کسی قسم کی کمی نہ کی جائیگی اور یہ مالی سال یعنی ۳۰ ستمبر ۲۳ء تک پورا ہو جانا از بس ضروری ہے۔ ۳۰ ستمبر ۲۳ء تک اس بجٹ کی وصولی میں جس قدر کمی ہوگی وہ اگلے سال کے بجٹ میں شامل کر کے وصول کی جائے گی۔

(۲) ہر دفتر اس جماعت یا افراد کے روپیہ کو جماعت کے کھاتہ میں درج کرے گا جس جماعت کا عہدہ دار یا افراد روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا بیمہ یا دستی دیتے وقت لکھے گا یا کہے گا کہ اسو فلاں جماعت کے کھاتہ میں جمع کیا جاوے۔ بغیر اس کے کوئی رقم جماعت کے کھاتوں میں اس اعلان کے بعد درج نہ کی جاوے گی۔ یہ ضروری قرار پایا کہ ہر ایک جماعت کا عہدہ دار یا افراد روپیہ ارسال کرتے وقت اس جماعت کا نام کوپن پر یا بیمہ کے ساتھ تفصیل میں یہ لکھے کہ فلاں جماعت میں جمع کیا جاوے۔

(۳) ہر ایک افراد کا کسی نہ کسی جماعت میں شامل ہونا اشد ضروری ہے۔ بیشک ایسے افراد چندہ اپنا براہ راست قادیان ہی ارسال فرماویں مگر کوپن پر اس جماعت کا نام ضرور لکھدیں جس میں وہ شامل ہوئے ہوں۔ کیونکہ بغیر ارشاد مطلعی یہ دفتر خود بخود کسی رقم کو اپنی ذمہ واری پر کسی جماعت کے حساب میں درج نہیں کر سکتا۔ جو ایسے افراد ہوں جو بوجہ ملازمت دوسرے مقام پر ہوں وہ اگر جائے ملازمت میں جماعت نہ ہو تو اپنی جائے سکونت کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ روپیہ وہ بیشک براہ راست ہی ارسال کریں مگر کوپن پر جماعت کا نام تحریر سے لکھدیں جسمیں ان کا چندہ لکھا جاوے۔

(۴) جو محصل یا مبلغ قادیان سے حساب چیک کرنیکے واسطے بھیجے جاویں۔ انکی تحریک پر جو روپیہ جمع کیا ہو وہ انہیں نہ دیا جاوے بلکہ جماعت کا عہدہ دار خود حسب دستور سابق قادیان ارسال کرے ساتھ ہی براہ راست جماعت اور قادیان کو اطلاع دیدے کہ روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا بیمہ ارسال کیا جاوے۔

(۵) ہر ایک صاحب جب روپیہ منی آرڈر یا بیمہ ارسال کریں تو اسی وقت کوپن پر یا بیمہ میں تفصیل لکھدیا کریں کیونکہ بغیر اسکے روپیہ امانت میں رکھنا پڑتا ہے اور کسی کام ایسا روپیہ نہیں آتا۔

(۶) زکوٰۃ کی وصولی کا خاص طور پر بندوبست کیا جاوے۔ زکوٰۃ کا روپیہ ناظر بیت المال قادیان یا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے نام ارسال کیا جاوے۔ عبد الغنی ناظر بیت المال۔

درخواست دعاء

جناب سید بشارت احمد صاحب منصب دار جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کی والدہ معظمہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں اسی وجہ سے وہ اپنے سالانہ جلسہ پر بھی نہ آسکے احباب نہایت درد دل سے انکی صحت کامل کے لئے متواتر دعا میں کریں۔

ہز ہائینس مہاراجہ کپورتھلہ کی توجہ طلب

ادارات الحکم کے دائرہ سے شخصیات کی بحث ہمیشہ خارج رہی ہے۔ لیکن جس فرد کا اثر پبلک کے مفاد سے ہو۔ اسپر بحث کرنا ہمیشہ میرے زیر نظر رہا ہے۔ پنجاب کی دیسی ریاستوں میں سے کپورتھلہ ایک ایسی ریاست ہے۔ جس کے ساتھ ہم کو خصوصیت سے ایک دلچسپی ہے کیونکہ یہاں کی احمدی جماعت اپنے اخلاص اور ارادت میں ایک

نمونہ کی جماعت ہے

اور اس جماعت کو اپنے اخلاص اور عقیدت میں ترقی کرنے کے ذرایع میں سری مہاراجہ صاحب بہادر کی عطا کردہ مذہبی آزادی اور بے تعصبی بھی ہے۔ اسلئے اگرچہ ہم مذہبی اصولوں کی بنا پر ہر بادشاہ اور حاکم کی جس کے ماتحت قدرت نے ہمیں رکھا ہو۔ اطاعت و وفاداری اپنا فرض یقین کرتے ہیں۔ لیکن ایسا فرمانروا جو اپنی بیدار مغزی اور قدر دانی سے ہمیں ترقی کا موقعہ عطا کرتا ہے۔ وہ خاص طور پر شکریہ کے قابل ہے اور خدا کی ایک نعمت ہے۔

انہیں ایام میں سری مہاراجہ صاحب بہادر اپنی ریاست کے ایک مشہور مقام پھگواڑہ تشریف لے گئے۔ علاقہ پھگواڑہ کی رعایا نے اپنے بادشاہ کے حضور ایک ایڈریس پیش کیا۔ جس ایڈریس کے لکھنے اور پڑھنے کی عزت ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص اور ممتاز رکن

حضرت منشی حبیب الرحمن رئیس حاجی پور

کے حصہ میں آئی۔ جہاں تک مجھ کو معلوم ہے۔ اس سے پہلے بھی یہ عزت انہیں بارہا مل چکی ہے۔ یہ ایڈریس ایک نمونہ کا ایڈریس ہے۔ جس میں

منشی صاحب نے رعایا کی ضرورتوں کا اپنے بادشاہ کے حضور نہایت صاف الفاظ میں اظہار کیا ہے۔ حقیقت میں جب رعایا کے نمائندوں کو اپنے آقا کے حضور باریابی کی عزت حاصل ہو۔ تو ان کا یہی فرض ہے۔ کہ وہ رعایا کے جذبات اور توقعات اور ضروریات کی صحیح ترجمانی کریں۔ سری مہاراجہ بہادر اس ایڈریس کو سن چکے ہیں۔ اور مجھ کو اور رعایائے پھگواڑہ کو یقین ہے۔ کہ ان کی معروضات تسلی بخش نتیجہ پیدا کریں گی۔ کیونکہ سری مہاراجہ کا عہد سلطنت کپورتھلہ کی تاریخ میں ایک قابل یادگار باب ہے۔ رعایا پروری کے لئے کوئی ممکن سے ممکن تدبیر بھی مہاراجہ صاحب اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

مجھ کو جو امر سری مہاراجہ صاحب بہادر کے نوٹس میں لانا ہے۔ اور جس کے لئے مجھے ریاست کے قابل اور آنریبل پرائیم منسٹر دیوان عبدالحمید صاحب بالقابہ سے توقع ہے کہ وہ اسے سری حضور کے پیش کرنے میں تامل نکریں گے۔ وہ یہ ہے

کہ منشی حبیب الرحمن صاحب ریاست کے ایک نہایت ہی وفادار اور معزز خاندان کی یادگار ہیں۔ ان کی قابلیت اور معاملہ فہمی اس ایڈریس سے ظاہر ہے۔ جو انہوں نے پھگواڑہ میں رعایا کے جذبات کی ترجمانی میں پڑھا۔

منشی حبیب الرحمن صاحب ایسی قابلیت کے آدمی کی خدمات سے ریاست کا عملی فائدہ نہ اٹھانا۔ ریاست کپورتھلہ سے اس روشن ترین عہد میں ایک تعجب خیز امر ضرور ہے۔ اگرچہ خود منشی صاحب کی طبیعت کوشہ گزیں واقعہ ہوئی ہے۔ لیکن وہ خداداد قابلیت سے اپنے ملک اور بادشاہ کی بہت بڑی خدمت کر سکتے ہیں۔ اگر انہیں مجبور کیا جاتا۔ یا ان کی خدمات کی خواہش کی جاتی۔ تو کوئی تعجب نہ ہوتا۔ کہ منشی حبیب الرحمن ایسے مذہبی انسان کو ان کا مذہبی فرض آگے بڑھنے کا حکم دیتا۔

ریاست کا قلمدان وزارت آج جس مدبر کے ہاتھ میں ہے اسکی فرزانگی و دوراندیشی و ثناسی نے منشی صاحب کی خدمات سے فائدہ اٹھانے میں یقیناً پیشدستی کی ہوتی اگر انہیں منشی صاحب کی گوشہ نشین عادت کا علم نہ ہوتا۔ ہم جناب پرائم منسٹر کی نظر انتخاب اولی توجہ سے بہترین نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ بہرحال منشی حبیب الرحمن اگر خود نہ بھی چاہتے ہوں۔ تو ان کی قابلیت اس کی حقدار ضرور ہے۔ کہ ریاست اپنی رعایا کے مفاد کے لئے اس سے فائدہ اٹھائے۔ اس لئے میں سری حضور کو توجہ دلائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ان کی ریاست میں ایک ایسا شخص موجود ہے۔ جو اپنی نیکی اور معاملہ فہمی میں مشہور اور اپنی قابلیت کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ وہ زمیندارانہ زندگی بسر کرنے میں خوش اور کنج عافیت میں پڑے رہنے پر شاداں ہے۔ مگر رعایا کے مفاد اس امر کے داعی ہیں۔ کہ انہیں اسی گوشہ عافیت سے باہر نکالا جاوے۔ اور وہ بھی اپنے بادشاہ اور اہل وطن کی خدمت کے لئے باہر نکلیں۔ اور یہ موقوف اسی پر ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب کوئی ذمہ داری کی خدمت ان کے سپرد فرمائیں۔ تو وہ شاہی اطاعت اور مخلوق کی ہمدردی اپنا فرض سمجھیں گے اور خدا کے فضل سے واقعات بتا دیں گے۔ کہ

ان کا انتخاب ایک موزون انتخاب ہوگا

میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ کیا خدمت ان کے سپرد کی جا سکتی ہے البتہ میں ذاتی علم سے جانتا ہوں۔ کہ وہ ہر ذمہ داری کے کام کو نہایت عمدگی محنت اور دیانت سے کرنے کے اہل ہیں۔

مجھ کو امید ہے۔ کہ یہ تحریک بہترین نتائج پیدا کریگی اس لئے کہ ریاست کپورتھلہ کے بیدار مغز بادشاہ کی فطرت میں ہے۔ کہ وہ ہر جائز اور موزون و معقول تجویز کی قدر کرتا ہے۔

اخبار الحکم کے پرانے فائیوں کیتعلق ایک ضروری اعلان

اخبار الحکم کے پرانے فائل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک جامع تاریخ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد نبوۃ کی مستند جامع تاریخ جس میں حضور کے

کلمات طیبات۔ مکتوبات۔ الہامات۔ اور نشانات کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جلیل القدر بزرگوں کی تقریریں۔ خطوط مباحثے۔ اور فتاوے درج ہیں۔ الحکم کے پرانے فائلوں میں آپ کو ملے گی

جو ۱۸۹۷ء سے لیکر ۱۹۰۸ء کے ہیں

یہ فائل نہایت نادر و نایاب اور بیش قیمت خزانے کے امین ہیں۔ ایسا ہی پیغامی فتنہ کی ابتدائی تاریخ اور اس کے لیڈروں کی حقیقت

سے آگاہ ہونا چاہو۔ تو یہ بھی الحکم کے ان فائلوں سے ملے گی۔ جو حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ہیں۔

یعنی

۱۹۰۸ء سے لے کر ۱۹۱۳ء تک

ان مکمل فائلوں کی قیمت ایک سو پچاس روپیہ ہے۔ جو بذریعہ اقساط بھی وصول ہو سکتی ہے۔

سردست صرف پہلی ۶۰ درخواستوں کی تعمیل ہوگی۔ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیا جائے۔

ہم خرما و ہم ثواب اسی کو کہتے ہیں

عزیز مکرم محمود احمد صاحب مجاہد مصر کی اعانت کیلئے احباب سے درخواست ہے کہ عزیز موصوف کی کتاب تاریخ مالابار جلد اول کی چند کاپیاں خرید لیں۔ صرف دو سو کاپیاں الحکم میں موجود ہیں۔ ایک کاپی کی قیمت۔ اسے سلسلہ کی تاریخ کا یہ کتاب ایک حصہ ہے۔ پس آپ اس کتاب کو ضرور خریدیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اس کتاب کو پسند فرمایا ہے۔

خاکسار عرفانی دفتر الحکم قادیان دارالامان

آئینہ دینداری

(جو چہل حدیث کا ترجمہ ہے)

پنجابی زبان میں نہایت ہی عمدہ کتاب ہے۔ احباب منشی بھنڈہ خاں صاحب مدارس موضع بیجے ہاف ضلع گورداسپور سے طلب کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب

حضرت حافظ معین الدین رضی اللہ عنہ

نمبر ۳

حافظ صاحب کے ایمان کے دو واقعات میں نے پہلے درج کئے ہیں۔ میر مہدی حسین صاحب مورخ نے جو واقعہ زائد از ذاتی لکھا ہے وہ بجائے خود بہت مؤثر اور سبق آموز ہے۔

اب غور طلب یہ بات ہے کہ حافظ صاحب میں یہ حس اور یہ جذبہ کہاں سے پیدا ہو گیا؟ ذاتی طور پر حافظ صاحب ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت ایسے حالات اور ایسے گھر میں نہ ہوئی تھی کہ وہ دوسروں کے لئے اپنی ضروریات قربان کر سکیں۔ مگر ان کی زندگی کے عملی حالات بتاتے ہیں کہ ان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہو گئی تھی پس جس وجود کے ذریعہ یہ تبدیلی ہوئی حقیقت میں یہ اس کی ہی صداقت اور زبردست قوت قدسی کا اثر تھا کہ

جس نے خاک کو اکسیر بنا دیا۔

یہ عملی قوت جس وجود کے ذریعہ دنیا میں آتی ہے وہ

خدا ہی کی طرف سے ہوتا ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں پر غور کرو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم اور عملی قوت قدسی نے ان کو بالکل بدل دیا اور آسمانی انسان بنا دیا۔ اور یہ ایک ایسی زبردست دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ہے کہ کوئی اسکی تردید نہیں کر سکتا۔ اسی طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی قوت قدسی سے ایک ایسا اثر اور جذب پیدا کیا ہے کہ بعض لوگوں کے حالات میں ایسی تبدیلی ہوئی ہے کہ اسکی نظیر نہیں مل سکتی اور انمیں سے ہر ایک بجائے خود

ایک زندہ معجزہ ہے

غرض حضرت حافظ معین الدین صاحب نے یہ قوت ایثار کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لی اور آپ کے عمل سے اسکو اخذ کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات زندگی میں حافظ صاحب مرحوم نے ایسی عملی روح کو حاصل کیا تھا وہ دیکھتے تھے کہ کسطرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے کھانے کو دوسروں پر تقسیم کر دیا کرتے تھے اور اس ایثار کو روحانی تربیت کا بہت بڑا ذریعہ بتاتے تھے۔ پھر ایک دولتمند آدمی کے لئے اسطرح پر کچھ خرچ کر دینا شاید مشکل نہ ہو لیکن ایک معذور انسان کا باوجود خود از بس حاجتمند ہونیکے دیدینا چھوٹی بات نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عشق و محبت

صحابہ کے فضائل میں جو بات سب سے زیادہ انسانی قلب پر اثر ڈالتی ہے وہ صحابہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت ہے۔ جس نے انکو یہ روح پیدا کر دی تھی کہ وہ حق کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کو آمادہ اور طیار رہتے تھے نہ صرف طیار بلکہ انھوں نے اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھا دیا۔

وہ عظیم الشان انسان جو ہجرت کے وقت آپکے بستر پر نہایت اطمینان و سکینت سے لیٹ جاتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ بستر اسوقت بستر مرگ ہے ایسا ہی وہ پاک وجود جو رفیق طریق ہو کر ساتھ ہو لیتا ہے اور غار میں خود اندر جا کر اسے صاف کرتا ہے محض اس خیال سے کہ اگر کوئی موذی جانور ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ نہ کر سکے۔

کیا اسی محبت و عشق رسول کے جذبات کی عملی تصویریں نہ تھیں۔

یقیناً وہ محبت و فدائیت کے مجسمے تھے۔

صحابہ کی زندگیوں میں اسکے بیشمار نمونے پائے جاتے ہیں اور مرد تو مرد عورتیں بھی کسی سے کم نہ تھیں۔ مجکو چونکہ اسوقت ان کے حالات زندگی بیان نہیں کرنا بلکہ صرف اتنا ہی بتانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور نمونہ نے اپنے خدام کے اندر جو برقی تاثیر ڈالدی تھی۔ اسی طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت نے اپنا رنگ دکھایا۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی عملی زندگی قوت قدسی کا ایک ثبوت تھا۔

حضرت حافظ معین الدین اس فدائیت میں اپنی نظیر آپ تھے ان کا معمول تھا کہ وہ ہر روز بلا ناغہ حضرت کی خدمت کیلئے حاضر ہوتے۔ اور گھنٹوں آپ کی چاپی کرتے رہتے۔

چونکہ کثرت کام اور قلت آرام کی وجہ سے ایک کوفت ہو جانی لازمی امر ہے اگرچہ حضرت صاحب کبھی اسکو عام طور پر محسوس نہ فرماتے مگر کوفت ہو جاتی تھی اور اسکے ساتھ ہی عام طور پر آپ بیمار بھی رہتے تھے گو دوسرے آدمی اسکو نہ سمجھ سکیں۔

اسلئے حافظ صاحب نے اپنا معمول قرار دے لیا تھا کہ آپ کی خدمت کے لئے جا پہونچتے بارش ہو آندھی ہو خود حافظ صاحب معمولی طور پر بیمار ہوں مگر جاتے اور ضرور جاتے اور اس سے غافل نہ ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ صاحب کو کہا کہ حافظ! کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ حافظ صاحب نہ تو شاعر تھے اور نہ کوئی خوش آواز مگر یہ محسوس کر کے کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ کچھ پنجابی کے پرانے بیت سناتے رہے حافظ صاحب کہتے تھے کہ ہدایت اللہ شاعر کے کچھ شعر مجھے سنائے۔ اب حافظ صاحب کا معمول ہو گیا کہ جہاں چاپی کرتے وہاں کچھ شعر بھی سناتے اور حضرت صاحب خاموش رہتے۔ حافظ صاحب نے محسوس کیا کہ حضرت صاحب بہت خوش ہوتے ہیں اور اب ان کے اسی شوق نے ترقی کی اور ہر روز کچھ نہ کچھ شعر حفظ کرتے۔ کبھی دیوان حافظ کے شعر صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب کے پاس جا کر یاد کرتے ایک دو مرتبہ میرے پاس بھی آئے کہ کچھ شعر بتاؤ۔ میں نے جب وجہ پوچھی تو کس محبت اور سرور سے فرمایا کہ

میں جب پڑھتا ہوں حضرت صاحب خوش ہوتے ہیں

غرض یہ مشغلہ جاری تھا کہ انہیں ایام میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی بھی قادیان میں آتے ہوئے نہیں بلکہ بلوائے ہوئے تھے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی مداخلت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود انکو بلوایا تھا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب (جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زندہ ہیں اور مولیٰ کریم ایسے مخلص دوستوں کو اور دربار مسیح موعود علیہ السلام کی زینتوں کو بہت دیر تک زندہ رکھے۔ آمین) کے حالات زندگی میں بہت کچھ لکھنے کا ارادہ ہے وباللہ التوفیق مگر یہاں ایک بات جو حافظ صاحب کے حالات لکھنے کے راستہ میں ہے میں لکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ایک ورق بھی دوستوں کے سامنے آجاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام باوجود آقا اور محسن ہونے کے اپنے غلاموں اور خادموں سے ایک خاص محبت رکھتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو ایک رویا میں محبت کی تصویر دیکھی اور انگریزی فقرہ جسکا ترجمہ آپ کو دکھایا گیا یہ ہے کہ

محبت محبت کو جذب کرتی ہے

اسکی حقیقت مجسم نظر آجاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خادموں سے بیحد محبت رکھتے تھے۔ اور وہ محبت چونکہ خدام کو عرض حال کے لئے دلیر کر دیتی تھی اسلئے وہ عرض کرنے میں جرأت کرتے تھے۔ اگرچہ کبھی ہر کہ عارف تر ترساں تر بعض دوسروں کے ذریعہ کہلوانے اور خود پیش کرنے میں متامل ہوتے مگر دوسرے اپنی محبت اور حضرت کی شفقت کی وسعت کو دیکھ کر کہہ گزرتے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب بھی انہیں دوستوں میں سے ایک ہیں۔ کپور تھلہ کی جماعت حضرت کو ہمیشہ پیاری تھی اور پیاری رہی اور اس جماعت کو اپنے ساتھ جنت میں ہونے کا وعدہ دیا۔ اور یہ اللہ کے فضل اور خاص کرم کی بات ہے کہ اس جماعت کے ایک بھی فرد پر کبھی کوئی ابتلاء نہیں آیا۔ اور کوئی انمیں سے کبھی کسی معاملہ میں متزلزل نہ ہوا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

غرض

حافظ صاحب کی یہ شعر خوانی کا سلسلہ جاری تھا اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب بلوائے ہوئے قادیان میں موجود تھے اور حضرت کے قریب ہی رہتے تھے چند روز تک تو یہ سلسلہ جاری رہا ایک دن منشی جی نے عرض کیا کہ

حضور! یہ آپ کیا سنتے رہتے ہیں حافظ صاحب سوائے ہی نہیں نہ یہ کوئی خوش آواز ہیں جسکو تکلیف ہوتی ہے آپ کسطرح سنتے رہتے ہیں یہ مفہوم منشی صاحب کے کلام کا تھا۔ آپ نے ہنسکر فرمایا

مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ کیا سناتے ہیں۔ اور نہ میں اس خیال سے سنتا ہوں کہ یہ کوئی خوش آواز ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ میرے دماغ میں اسلام کی حالت اور عیسائیوں کے حملے نکو دیکھ دیکھ کر اسقدر جوش اٹھتا ہے کہ بعض وقت مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ دماغ پھٹ جائیگا۔ (باقی آئندہ)